## سوال

(180)تاوان کی رقم شرعاً جائز ہے؟

## جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

زید نے بکر سے ایک مکان کا مسودہ بایں شرط کیا کہ بکر اپنا مکان قیمتی دوہزار روپیہ کا میرے ہاتھ فروخت کرے جس کی ایک شرط یہ بھی تھی کہ زید بکر کو مبلغ دوصد روپیہ بطور پیشگی یا مسودہ پکا کرنے کی غرض سے (جیساکہ آج کل رواج ہے) تحریر دے کہ بکر اس مکان کو ایک ماہ زید میں زید کے حق میں بیع نامہ کے ذریعہ منتقل کردے۔ اگر نہ کرے تو زید کو اس کے زر پیشگی دوصد روپیہ اور علاوہ اس کے صد روپیہ اور بطور تاوان کے بکر کو دینے ہوں۔

بکر نے خلاف معاہدہ اس مکان کو دوسرے شخص کے ہاتھ بیچ دیا۔ جس میں اس کو مبلغ سات سو روپیہ منافع ہوا۔

دو باتیں دریافت طلب ہیں۔

1۔ زید کو بکر سے صد روپیے تاوان کے ملے وہ رقم شرعا جائز ہے؟

2۔ بکر کو 700/- روپیہ منافع ہوا اس میں سے کچھ یا کل کا زید مستحق ہے؟ جواب مدلل ہو

---

# الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

صورت مسئولہ میں زید بصورت خلاف ورزی معاہدہ اپنی پیشگی دیئے ہوئے دوصد روپئے کے علاوہ مزید دوصد روپئے بطور تاوان کے بکر سے وصول کرنے کی شرط لگانی درستی نہیں تھی اس لئے زید کو بکر سے تاوان کے جو دوصد روپئے حاصل ہوئے ہیں شرعا زید جائز نہیں ہے۔

آں حضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: المسلمون علی شروطهم الا شرطا حرم حلالا واحل حراما (ترمذی ابن ماجہ وغیرہ اور ارشاد فرمایا: ما بال رجال یشترطون شروطا لیست فی کتاب اللہ ما کان من شرط لیس فی کتاب اللہ فهو باطل وان کان مائة شرط قضاء اللہ احق وشرط اللہ اوثق (بخاری وغیرہ)

معلوم ہوا کہ مسلمانوں کی اپنی شرطیں پوری کرنی چاہئے لیکن جو شرط حلال کو حرام اور حرام کو حلال کردینی والی ہو یا شریعت سے اس کا جواز اباحت کے بجائے ممانعت ثابت ہوتی شرعا لغو اور کالعدم ہے اور اس سے اجتناب ضروری ہے ایک مسلمان کے لئے دوسرے مسلمان کا مال حلال ہونے کے لئے شریعت نے جو صورتیں بتائی ہیں وہ بیع بالتراخی یا ہبہ یا قبول صدقہ یا میراث ہے اور ظاہر ہے کہ صورت مذکورہ میں دوصد روپئے کی بطور تاوان کے شرط لگانی نہ بیع کی شکل ہے نہ ہبہ کی۔ نہ صدقہ وغیرہ کی پس یہ شرط ما کان شرط لیس فی

کتاب اللہ فھو باطل کے اندر داخل ہونے کی وجہ سے ممنوع ہے اورناجائزاورباطل ہوگی اورایسی شرط کے ذریعہ جومال حاصل ہووہ اکل مال بالباطل کے اندرداخل ہوگا۔

ارشاد : يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوالَاتَأْكُلُواأَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّاأَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ وَلَا تَقْتُلُوااَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا (29)

ونیزاگرابو بکراس مکان کوزیدسے پیشگی دوسوروپے لینے کے بعدزیدکے ہاتھ فروخت کرتاظاہرہے کہ یہ دوصدروپۓ(جوزیدنے تحقیق بیع یعنی بیع نامہ کی تحریرسے پہلے بکرکوبغرض پختگی معاملہ یعنی محض اس لئے دےدیئے ہیں کہ بکریہ مکان کسی دوسرے شخص کے ہاتھ فروخت نہ کرے)مکان کی اصل قیمت 2ہزارمیں محسوب ہوجائے اوریہ بیع صحیح ہوجاتی(لعدم وجود شئی یفسدالبیع اوراگرزیدخوداس مکان کوخریدنے سے انکارکرلیتایابکرمعاہدہ کاخلاف اس کے ہاتھ بیع کرنے یعنی : بیع نامہ کی تحریرسے انکارکردیتاتوشرعایہ دوصدروپۓ زیدکوواپس ہوتے اوربکراس کامستحق نہ ہوت اورنہ اس کےلئے لیناجائزہوتاکیوں کہ زیدکے اس دوصدروپیۓ سے بکرکاانتفاع اکل مال بالباطل ہوتا۔

الشرح الكبير11/253میں ہے : فأمااِن دفع اِليه قبل البيع درهماوقال لاتبع هذه السلعة لغيري واِن لم اشترهامنك فهذاالدرهم لك ثم اشتراهامنه بعد ذلك بعقدمبتدأوحسب الدرهم من الثمن صح لأن البيع خلاعن الشرط المفسد، ويحتمل أن الشراء الذي اشترى لعمركان على هذاالوجه فيحمل عليه.جمعاًبين فعله وبين الخبروموافقة القياس والأئمة القائلين بفساد بيع العربون

وان لم يشترالسلعة فى هذه الصورة لم يستحق البائع الدرهم لانه يأخذه بغيرعوض ولصاحبه الرجوع فيه ولايصح جعله عوضا من انتظاره وتأخربيعه من أجله لأنه لوكان عوضاً عن ذلك لماجازجعله من الثمن فى حال الشراء ولأن الانتظاربالبيع لاتجوزالمعاوضة عنه ولوجازت لوجب أن يكون معلوم المقداركمافى الاِجارة

پس جس طرح زیدکے مکان کی خریدسے انکارکردینے کی صورت میں بکراس کی پیشگی دیئے ہوئے دوصدروپۓ کامستحق نہیں ہوگااورنہ بکرکےلئے لیناجائزہوگابسبب اکل مال بالباطل میں داخل ہونے کے اسی معاہدہ کے خلاف زیدکے بجائے دوسرے کے ہاتھ فروخت کردینے کی صورت میں زیدصرف اپنی پیشگی دیئے ہوئے کوواپس لینے کامستحق ہوگا۔اوراس کے علاوہ بکرسے کچھ اوررقم بطورتاوان وصول کرنے شرعامستحق نہیں تھا۔ مکتوب

(3)بنک کے مقررنرخ اوربھاؤکے خلاف قرض لینے والے اوراس کے قرض دینے آپس کی رضامندی سے جوبھاؤبھی طے کرلیں اس میں میرے نزدیک کوئی قباحت شرعی معلوم نہیں ہوتی۔مذکورہ لین دین اورتبادلہ کی مبینہ صورت کے عدم جوازیااس کے جوازمیں شک وشبہ کرنے کی کوئی بنیادموجودنہیں ہے جبکہ شرعاپبلک اپنے باہمی لین دین میں بنک کے نرخ اوبھاؤکی تابع نہیں ہے۔

هذاماعندي والله أعلم بالصواب

## فتاویٰ شیخ الحدیث مبارکپوری

### جلد نمبر 2۔کتاب البیوع

### صفحہ نمبر 371

### محدث فتویٰ